International Research Journal of Religious Studies, Vol.:1, Issue: 01,July-Dec 2021 PP: 48-54

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www. irjrs.com

حضرت امام غزالی کی فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ

A RESEARCH REVIEW OF IMAM GHAZALI'S JURISPRUDENTIAL SERVICES

Fatima Seddiqe
Phd Research scholer,Dept. of Islamic Thought Culture,The University of Karachi.
Email: fouzianouman7866@gmail.com
https://orcid.org/0000-0001-9358-0590

Abstract

All praise is due to Allah who meticulously planned the universe, who created the earth and the heaven, who sent down water from the clouds, who caused seeds and plants to grow, who appointed the sustenance and provisions, and who rewarded for good deeds solutions and peace on our leader Muhammad (Peace Be Upon Him), who came with manifest miracles and from whose effulgence the universe acquired existence. This is book which I condensed from the unique and beautiful book titled Mukashafah Al-Qulub Al-Muqrrib Ila Alam al Ghayub, which is attributed to Shaykh Al-Ghazali. I gave it the same title as original. I seek refuge in Allah from Polytheism and sins. I condensed this book into 111 chapters so that the people of knowledge and understanding may remember what it contains.

.

***Key Words**: Al-Ghazali, Mukashafah Al-Qulub, Polytheism, knowledge ,Qur ān & Sunn āh*

CC BY

موضوع کا تعارف

مشہور مسلمان مفکر "محمد" نام لقب "حجۃ السلام" عرفیت غزالی 450ھ کو خراساں کے اضلاع طاہران میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ریشہ فروش تھے۔ اسی مناسبت سے ان کا خاندان غزالی کہلایا۔ غزالی کے معنی کاتنے کے ہیں۔ خوارزم اور جرجان وغیرہ میں یہ ہی مناسبت کا طریقہ ہے کہ عطاری اور قصاری کہتے ہیں۔[1]

امام صاحب کے خاندانی پیشے کے ذکر میں یہ بیان کرنا ناموزوں نہیں کہ اس زمانے میں اس سے پہلے مسلمانوں میں تعلیم قدر عام ہو گئی تھی۔ ادنی سے ادنی پیشہ والے بھی تعلیم سے محروم نہ رہے تھے یہاں تک انہی پیشہ وروں میں ایسے صاحب کمال اور صاحب کلام پیدا ہوئے جو کو آن ہم امام اور علامہ کے لقب سے پکارتے ہیں۔ مثلاً امام ابوحنیفہؒ بزار تھے، شمس الائمہ حلوائی تھی، امام ابو جعفر کن دوز تھے، علامہ قفال مروزی قفل ساز تھے (العزالی / شبلی نعمانی) علامہ سمعانی کتاب الانسار میں لکھا ہے کہ غزالہ طوس کے ایک گاؤں کا نام ہے اور امام غزالی اس کی طرف منسوب ہیں اس لئے غزالی تبشیر یرزا نہیں بلکہ یہ تخفیف زا ہے، ابن خلکان نے امام صاحب کے چھوٹے بھائی امام غزالی کے حال میں علامہ سمعانی کی اقوال کو نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ مشہور رواتب کے خلاف ہے۔ لیکن دور جدید میں جن لوگوں نے امام صاحب کے حالات لکھے ہیں وہ علامہ سمعانی کے قول کی طرف مائل ہیں۔

بعض مورخین نے علامہ سمعانی کی تائید کی ہے۔ چنانچہ فدوی نے مصباح میں شیخ محی الدین سے جو کہ ساتویں پشت میں امام غزالی کے نواسے تھے یہ روایت کی ہے کہ ہمارے نانا کا نام تبشیر یرزا نہیں بلکہ یہ تخفیف زا ہے۔ لیکن علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے الغزالی میں لکھا ہے کہ پہلی روایت معتبر ہے۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے طوس کے ضلع میں غزالہ کوئی گاؤں نہیں ہے لیکن دور جدید کے تذکرہ نویسوں نے اس استبعاد کو اس طرح رفع کر دیا ہے کہ یاقوت کے بیان کے مطابق طوس میں ہزاروں گاؤں آباد تھے اس لئے ممکن ہے کہ کسی گاؤں کا نام غزالہ ہو شبلی نے طبقات اشافیعہ میں ایک بزرگ کا نام ابو حامد غزالی کبیر لکھا ہے جن سے ابو علی فاررندی نے طوس کے ایک گاؤں فارند کے رہنے والے تھے۔ تعلیم حاصل کی تھی لیکن میں یہ تشریح نہیں ہے کہ ان کے باپ یا خاندان کا پیشہ بھی ریشہ بانی تھا۔ بلکہ ممکن ہے کہ امام غزالی صاحب کی طرح وہ بھی اسی گاؤں غزالہ کے رہنے والے ہوں۔[2]

امام صاحب کی تعلیمی اصلاحات اور تدرین کارناموں پر تبصرہ کرنے سے پہلے مناسب ہوتا ہے کہ اس دور کے عام حالات کو تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے، تاکہ معلوم کرنے میں آسانی ہو کہ اپنے زمانے کے ماحول نے امام صاحب کو کس حد تک متاثر کیا اور خود زمانہ امام صاحب سے کس حد تک متاثر ہوا۔ اس سلسلے میں ایک طرح اس دور کے سیاسی حالت، حکومت اور اس کے حدود اختیارات، طرز حکومت اور اقتصادی حالات کو پیش نظر رکھنا ہے[3] اور دوسری طرف مذہبی حالت میں اس زمانے کے علماء فضلا کے افکار، خیالات، علوم و فنون کی ترتیج، فروجہ اختلافات و عقائد اور تحریکات کو بھی اجمالی طور سے دیکھنا ہے اور اس کے لئے زمانے کے مورخین علماء اور فضلا کے بیانات ہی مستند ترجمان ہیں۔

امام غزالیؒ کے زمانے میں ترکوں کے ایک خاندان سلجوق کی حکمرانی تھی ۔ خلاف عباسیہ کی کمزوری کے باعث سلطنت کے مختلف حصوں میں افرا تفری پھیلی ہوئی تھی اور ہر طرف خود مختاری کی ہوا چل گئی تھی ، اس سلسلے میں ترکوں نے زبردست اقتدار حاصل کرلیا۔ ان برسر اقتدار خاندانوں میں خاندان سلجوقیہ بھی تھا۔ اس خاندان کا سب سے پہلا حکمران رکن الدین ابو طالب طغرل بیگ تھا جس نے 429ھ میں طوس پر قبضہ کیا تھا جو امام غزالیؒ کا حولہ ومنشا تھا۔[4] امام غزالیؒ بانی سلطنت سلجوقی طغرل بیگ کے دور حکومت میں پیدا ہوئے تھے اور انہوں نے اس خاندان کے کئی بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ سلجوق سلطنت نے انتہائی ترقی کی اور اس ترقی میں سب سے زیادہ ہاتھ اس کے فاضل دوراندی وزیر نظام الملک طوسیؒ کا تھا۔[5]

جس زمانے میں سلجوق سلاطین فارش، عراق اور عرب میں اپنا اقتدار بڑھا رہے تھے۔ مغرب اور مصر میں فاطمیوں کو غلبہ حاصل ہوا، اور وہ مشرق میں اپنا اقتدار پھیلانے کی کوشش کررہے تھے۔ اس وقت فرقہ باطنیہ کی دعوت بھی پھیل رہی تھی۔ چونکہ امام غزالیؒ نے فرقہ باطنیہ کو دور دیکھا ہے۔ فرقہ باطنیہ جو گمراہ کن عقائد اور خیالات ملت اسلامیہ میں پھیلائے ان سے بڑی گمراہی و ضلالت پھیلی، بے بنیاد عقیدے، وہمی خیالات اور خرافات باتوں پر اس فرقے کی بنیاد تھی ان کے پاس پروپیگنڈہ کا ایسا منظّم نظام تھا کہ اس ترقی یافتہ دور بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔[6]

قرفہ باطنیہ کا روح رواں حسن بن صباح تھا۔ جو شیخ الجبال کے نام سے مشہور تھا۔ نظام الملک طوسی اور حکیم عمر خیال نیشاپوری کا ہم مکتب رہ چکا تھا۔ تینوں امام نیشاپوری کے پاس ایک ہی زمانے میں

تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ نظام المالک اپنی انتظامی لیاقت اور علم و فضل کے باعث سلطان سنجر کا وزیر اعظم ہو گیا۔ خیام نے ریاضی اور شاعری میں مہارت حاصل کی اور علم وطب کے ذریعے مخلوق کی خدمت کرتا رہا۔ حسن بن صباح ایک چالاک اور حاسد شخص تھا۔[7] ایام طالب علمی میں تینوں ساتھیوں نے باہم عہد کیا تھا کہ ہم میں سے جو کسی بلند مرتبے پر پہنچے، وہ دوسرے ساتھیوں کی مدد کریگا۔ نظام الملک وزیر اعظم ہوا تو حسن اس کے پاس گیا۔ نظام الملک نے بڑی قدر و منزلت کی اور دربادشاہی میں ایک عہدہ دلادیا۔ حسن نے وہاں ایسا مکروہ فریب پھیلایا کہ جس کی زد میں خود نظام الملک بی آجاتا۔ مجبور اس کو ان حرکتوں سے باز رہنے کی تاکید کی۔ اس سلسلہ میں حسن کشیدہ ہو کر وہاں سے علیحدہ ہوا اور اسی زمانے میں فرقہ اسماعیلیہ میں شامل ہوا، جبکہ اس کا باقاعدہ منظّم کیا اور اپنی ذہانت کو پورے طور سے صرف کر کے دنیائے اسلام کے لئے ایک مصیبت بن گیا۔[8]

اسلامی تعلیمات کی خدمت میں ہر زمانے کے علماء مشغول رہے اور ہر علماء کا عمل نسلادر نسلا جاری رہا۔ لیکن اگر حقیقت کا جائزہ لیا جائے تو اسلامی تعلیمات میں بڑے بڑے خطرناک حالات دوچار ہونا پڑا۔ ایسے وقت میں ایک بھای بھر کم شخصیت کا ظہور ہوا۔ جن کا نام محمد بن احمد تھا "لقب حجۃ السلام" اور عرف "غزالی"۔ خراساں کے علاقے طوس کے ضلع طاہران شہر 450ھ میں پیدا ہوئے۔ جو حضرت امامؒ کہلائے۔ حضرت امام غزالی کی شخصیت علم و فکر اور روحانیت کی ایک جامع تصویر تھی۔[9] جنھوں نے مسلمانوں کی زندگی میں اخلاق معاشرت اور معشیت کے اعتبار سے جو نتائج پیدا ہو رہے تھے وہ سلاطین کی بدولت اسلام پر یہ غلبہ مسلم تھا۔ مگر خلافت کے بعد اخلاقی تعلیم اثر لوگوں پر کم ہونے کی صورت میں زوال آنے لگا تھا۔ علماء نے سلاطین امراء کو اسلامی شریعت کا پابند بنانے کی سعی فرمائی۔[10]

امام صاحب نے دوران تعلیم استاد کی تقریریں لکھیں۔ اس زمانے میں علم کے دو بڑے مراکز تھے۔ ایک نیشاپور اور سر ابغداد۔[11] آپ نیشاپور آکر امام الحرمین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے فتوے آپ کے پاس آتے تھے۔ اس لئے آپ کو لوگ امام الحرمین کے لقب سے پکارتے تھے۔ امام غزالیؒ نے امام الحرمین سے تعلیم حاصل کیا۔ امام الحرمین نے فرمایا امام غزالی دریائے ذخائر ہیں۔[12]

امام الحرمین کا انتقال ہو گیا اس وقت اسلامی ممالک میں امام غزالیؒ جیسا کوئی عالم نہ تھا۔ اس وقت

آپ کی عمر اٹھائیس برس تھی ۔ تعلیم سے فارغ ہو کر جب امام غزالی الملک کے دربار میں پہنچے وہاں سینکڑوں اہم علم کا مجمع تھا۔[13] علمائے کرام نے مباحثے منعقد کرائے ۔[14] ہر مباحثہ میں امام غزالیؒ غالب رہے۔ امام صاحب کو اطراف سلطنت میں عظیم کامیابی اور اشرف حاصل ہوئی۔ نظام الملک ان کی عظیم اور تحقیقی صلاحیتوں سے بہت متاثر ہوئے اور آپ کو نظامیہ سے مسند درس کے لئے منتخب کرلیا۔ اس وقت امام غزالیؒ کی 34 سال تھی۔ یہ عظیم عہدہ کسی اور حاصل نہیں تھا۔[15]

امام صاحب کے درس میں تین سو بلند پایہ علماء بصورت ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ امام غزالیؒ نے تمام علوم کے ماہر اور ہر فن میں ایام کا درجہ رکھتے تھے۔ بہادر فقہ، جید کے عقائد کے پرجوش حامی تھے۔ اجتماعی اور اسلامی مسائل پر دقیق نظر کے مالک تھے اور نہ صرف اپنے عہد میں اور بعد میں آنے والے طویل زمانے کیلیئے امام غزالیؒ منفرد اور عظیم ترین علمی خدمات کے علمی مقام کے مالک ہیں۔[16]

حجتہ اللہ البالغہ آپ کی ایک نادر تصنیف ہے جو فلسفے سے متعلق ہے جس میں امت مسلمہ کی فقی علم کی رہنمائی کرتی تھی۔ اِن خاص خدمات کا بھی ذکر بھی اجمالی طور پر کرنا ضروری ہے جہاں امام صاحب نے تعلیم حاصل کی اور وہاں اُنہوں نے اصلاحی، تدریسی جہد و جہد کے مراکز بنائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

1 پروفیسر خورشید احمد، 1966ء، مسلمانوں کے سیاسی افکار، لاہور، اسلامیہ کلب، ص112-114

2 جلال ہمائی، 1945ء، امام غزالی کے تعلیمی نظریات واصلاحات، لکھنو، امیر الدولہ اسلامیہ کالج، ص59-67

3	علامہ شبلی نعمانی،	1972ء،	الغزالی،	کراچی،	مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ،	ص44۔45
4	مولانا محمد حنیف ندوی،	1966ء،	افکار غزالی،	لاہور،	ادارہ ثقافت اسلامیہ،	ص110۔114
5	سید ابوالاعلیٰ مودودی،	1926ء،	تجدید واحیائے دین،	لاہور،	اسلامک پبلشرز لمیٹڈ،	ص63۔67
6	غزالی محمد،	1989ء،	عورت خاندان اور اجتماعی ذمہ داریاں،	اسلام آباد،	نیشنل بک فاؤنڈیشن،	ص45۔48
7	شبلی نعمانی،	1997ء،	الغزالی،	لاہور،	اسلامی اکیڈمی،	ص22۔24
8	حنیف ندوی،	1926ء،	تعلیمات غزالی،	لاہور،	ادارہ ثقافت اسلامیہ،	ص12۔18
9	شبلی نعمانی،	1997ء،	الغزالی،	لاہور،	اسلامی اکیڈمی،	ص22۔24
10	فیض الحسن،	1949ء،	غزالی علم الکلام،	لاہور،	سنگ میل پبلشرز،	ص25۔20

11 غزالی، تہافۃ الفلاسفہ تلخیص و تفہیم، 1983ء لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص14-16

12 شاہ دین، 1312ء، حقیقت روح غزالی، حیدر آباد، مطبع ابوالعلائی، ص20-24

13 حنیف ندوی، 1959ء، قدیم یونانی فلسفہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ص40-44

14 امام غزالی، 2004ء، مجموعہ رسائل، کراچی، ادارہ کراچی، ص15-20

15 غزالی، 1941ء، اسلامی آداب واخلاق، حیدر آباد، کتب خانہ، ص16-18

16 سید ابوالاعلی مودودی، 1926ء، تجدید واحیائے دین، لاہور، اسلامک پبلشرز لمیٹڈ، ص63-67